بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

# اخبار احمدیہ

جرمنی

نگران: مبارک احمد تنویر، انچارج شعبہ تصنیف    مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 08۔ماہ ظہور، تبوک 1395 ہجری شمسی بمطابق اگست، ستمبر 2016ء

## قرآن کریم

وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَہۡوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ. (الانعام:33)

**ترجمہ: اور ورلی زندگی کھیل اور مشغلہ کے سوا (کچھ) نہیں ہے اور جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے پیچھے آنے والا گھر یقیناً بہتر ہے پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔**

(ترجمہ از۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

## حدیثِ مبارکہ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی ایسا کام بتائیں کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ بھی مجھے چاہنے لگیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:۔

**"دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اسکی خواہش چھوڑ دو۔لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔"**

(سنن ابن ماجه باب الزهد فی الدنیا)

## اقتباس حضرت مسیح موعود علیه السلام

"اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔پس جب تک یہ امر جو تمہاری خِلقت کی علّت غائی ہے بیّن طور پر تم میں ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دُور ہو۔اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہردم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمہارے تمام اوقات عزیز دنیا کی جق جق بک بک میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اٹھانے کی فرصت نہیں۔کبھی تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے۔کہاں ہے تم میں انصاف! کہاں ہے تم میں امانت! کہاں ہے تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمہیں قرآن بلاتا ہے تمہیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔کبھی تمہارے دل میں نہیں گزرتا کہ اس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔اب چالاکی سے تم لڑو گے کہ ایسا ہرگز نہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہیں شرمندہ کرتا ہے جبکہ وہ تمہیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔اگرچہ تم اپنی دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانتِ رائے کے مدعی ہو۔مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ رسی تمہاری دُور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے۔مگر وہ دوسرا عالم جس کی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا۔کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امرِ اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گزشتنی گزاشتنی امور ہیں ان کی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو تمہیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنے والا ہے کہ جو ایک دم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دے گا مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو۔اور دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹ اور دغا سے لے کر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں۔اور ان تمام شرمناک جرائم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہاں تک کہ اس کا ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیوں کر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے میں ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اس کی روشنی سے شناخت کرو گے۔میں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔اب تمارے اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوحِ حافظہ سے بھلا دو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو    یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد"

(فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 43 تا 44)

مشعلِ راہ

# ہم کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے دعاؤں کے وارث بن سکتے ہیں؟

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ ہم جلسے منعقد کرتے ہیں، ہم جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ نہ یہ سلسلہ معمولی سلسلہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا ہے۔ نہ یہ جلسے معمولی جلسے ہیں جو آپ نے جاری فرمائے۔ نہ ایک احمدی کا احمدی کہلانا معمولی حیثیت رکھتا ہے بلکہ ہر احمدی پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی کمزور ہیں چلے بھی جائیں گے بلکہ ساری دنیا بھی مجھے چھوڑ دے گی تب بھی خدا تعالیٰ نہیں چھوڑے گا۔ یہ اس کا وعدہ ہے۔ پس احمدیوں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت میں حصہ دار بننے کے لئے وہ انقلاب اپنے اندر پیدا کرے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ماننے والوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ پس ہمارا صرف جلسے میں شامل ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ان لوگوں میں شامل ہونے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے ہیں۔

لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ دعا کریں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں ان کو حاصل کرنے والے ہوں، ان کے وارث بنیں۔ کیا ان دعاؤں کا وارث بننے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہم جلسے میں شامل ہو گئے۔ تین چار گھنٹے جلسے کی کارروائی سن لی۔ نعرے لگا لئے اور بس کام ختم ہو گیا۔ نہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ان دعاؤں کا وارث بننے کے لئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ جو کچھ ہم سن رہے ہیں یا جس ماحول میں ہم نے ایک جوش پیدا کیا ہوا ہے یہ عارضی ہے یا مستقل ہماری ذمہ داریوں کا حصہ بننے والا ہے۔ پس اگر یہ اثر جو جلسہ کے دوران ہوا ہمیں اس عہد کے ساتھ جلسے کی ہر مجلس سے اٹھاتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں وہ انقلاب لانے کی اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چاہتے ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بیان فرمائی ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے چلے جانے والے ہوں گے ورنہ تو پھر اللہ تعالیٰ کو یہ کہنے والی بات ہے کہ ہم نے تو کچھ کرنا نہیں تیری بات تو ہم نے ماننی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ (البقرۃ: 187) کہ میرے حکم کو بھی قبول کرو (وہ تو ہم نے ماننی نہیں) لیکن دعاؤں کا ہم نے وارث بننا ہے۔ پس جلسے کے ماحول سے اپنے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش اور پھر اس کے حصول کے لئے دعا ہمیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے گی۔ پس کوشش اور دعا یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں تاکہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بن سکیں۔ اور پھر یہ وارث بنا کر ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے نوازے گی۔ اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ میرے حکم کو مانو، میری بات بھی سنو تو وہ کون سے باتیں ہیں جو ہم نے ماننی ہیں؟ اور وہ باتیں کیا ہیں؟ یہ ہم سب کو پتا ہے کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے وہ احکامات ہیں جو قرآن کریم میں ابتدا سے آخر تک موجود ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے زمانے کے امام کو بھیج کر ان احکامات کی گہرائی اور اہمیت کو ہم پر واضح فرما دیا۔ پس اس کے بعد ہمارے پاس کوئی عذر نہیں رہ جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے حوالے سے ہی جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں بندوں کے حق ادا کرنے کی طرف بھی بہت توجہ دلائی ہے آپ نے جلسے میں شامل ہونے والوں کو نیکی تقویٰ پرہیز گاری کی طرف توجہ دلانے کے بعد اس طرف بھی توجہ دلائی بلکہ بڑے درد سے اپنے ماننے والوں سے یہ توقع رکھی کہ وہ نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں بھائی چارے میں ایک نمونہ بن جائیں۔ انکسار دکھانے والے ہوں۔ ایک دوسرے کے لئے قربانی کا جذبہ رکھنے والے اور سچائی اور راستبازی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں۔ وہ بدخوئی کرنے اور کج خلقی دکھانے سے دور رہنے والے ہوں۔

پس اس لحاظ سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ اعلیٰ اخلاق جو ہیں ان میں ہم نمونہ ہیں؟ کیا دوسرے کی خاطر قربانی کرنے میں ہم مثال بننے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا عاجزی اور انکساری کے ہم میں وہ معیار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں اور جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے اور جن کے نمونے آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے ہمارے سامنے پیش فرمائے۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے حصہ لینے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ہماری کوشش تو پھر نہ ہونے کے برابر ہے اور توقع ہم بڑی رکھ رہے ہیں۔۔۔ اگر حقیقت میں ہم نے ان دعاؤں کا وارث بننا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد جگہ ہمیں مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ ہم عام دنیاوی رشتوں میں بھی دیکھتے ہیں کہ ماں باپ کی قربت اور ان کی دعاؤں سے وہی بچے حصہ لیتے ہیں جو ان کی ہر بات ماننے والے ہیں، خدمت کرنے والے ہیں، اطاعت اور فرمانبرداری میں بڑھے ہوئے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو ہمارا رشتہ قائم ہے اس رشتے سے تعلق کے بہترین پھل بھی ہم اسی وقت کھائیں گے جب اپنے تعلق میں بڑھنے والے ہوں گے‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 16 جنوری تا 22 جنوری 2015ء۔ صفحہ 6-7)

## ہے دست قبلہ نما لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

ہے دستِ قبلہ نما لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ
ہے دردِ دل کی دوا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

کسی کی چشمِ فسوں ساز نے کیا جادو
تو دل سے نکلی صدا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

جو پھونکا جائیگا کانوں میں دل کے مردوں کے
کرے گا حشر بپا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

قریب تھا کہ میں گر جاؤں بارِ عصیاں سے
بنا ہے لیک عصا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

گرِہ نہیں رہی باقی کوئی مرے دِل کی
ہوا ہے عقدہ کُشا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

عقیدۂ ثنویت ہو یا کہ ہو تثلیث
ہے کذب بحث وخطا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

ہے گاتی نغمۂ توحید نَے نیستاں میں
ہے کہتی بادِ صبا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

ترا تو دل ہے صنم خانہ پھر تجھے کیا نفع
اگر زباں سے کہا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

حضورِ حضرتِ دیّاں شفاعتِ نادم
کرے گا روزِ جزا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

زمیں سے ظلمتِ شرک ایک دَم میں ہوگی دُور
ہُوا جو جلوہ نما لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

ہزاروں ہوں گے حَسِیں لیک قابلِ الفت
وہی ہے میرا پیا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

نہ دھوکا کھائیو ناداں کہ شش جہات میں بس
وہی ہے چہرہ نما لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

چھپی نہیں کبھی رہ سکتی وہ نِگہ جس نے
ہے مجھ کو قتل کیا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

بروزِ حشر سبھی تیرا ساتھ چھوڑیں گے
کرے گا ایک وفا لآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہ

ہزاروں بلکہ ہیں لاکھوں علاج روحانی
مگر ہے روحِ شفا لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قسط سوم

# رمضان المبارک کی اہمیت و برکات

(مکرم مبارک احمد تنویر صاحب ۔مربی سلسلہ)

## تیسرا عشرہ: جہنم سے نجات

رمضان المبارک کے زندگی بخش لمحات کے دو حصے گزرنے پر اور اس احساس سے کہ اب میرے محبوب کی اس عطاء خاص کا وقت کم ہو رہا ہے، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دن رات ایک اور ہی بلندی کو چھونے لگتے ہیں۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اس محسن انسانیت ﷺ کی اس عشرہ کی کیفیت کو کچھ اس طرح بیان فرماتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو نبی ﷺ کمر ہمت کس لیتے۔ اور رات بھر جاگتے رہتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر)

حضرت عائشہؓ کی ہی دوسری روایت ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ.

(سنن ابن ماجه، كتاب الصوم، بَابٌ فِي فَضْلِ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ)

کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادات میں جتنی کوشش اور محنت اور مجاہدہ فرماتے تھے وہ جدوجہد اس کے علاوہ ایام میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔

آنحضرت ﷺ کی رات کی عبادتوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک روایت ہے۔:

''حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کیسی تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت نماز سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں پڑھتے اور ان کی خوبی اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھ۔ پھر چار رکعت پڑھتے ان کی خوبی اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھ۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے (ایک بار آپ ﷺ سے) عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا! عائشہؓ! میری آنکھیں تو سو جاتی اور میرا دل نہیں سوتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب صلاۃ التراویح)

آنحضرت ﷺ کی سنت نماز تہجد کی ہی ثابت ہے اور جو اب بعد از نماز عشاء نماز تراویح کا رواج ہے اس کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''اسی طرح ان دنوں میں دوستوں کو تہجد کے لئے جگانا اور تراویح کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری ہے مگر تراویح سے مراد وہی تراویح ہیں جو رسول کریم ﷺ سے مسنون ہیں اور درحقیقت تہجد کی نماز ہی ہے۔ یہ جو عشاء کے وقت تراویح کے وقت تراویح پڑھی جاتی ہے۔ یہ حضرت عمرؓ نے سست لوگوں کے لئے جاری کی تھیں۔۔۔ مگر آج کل ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ سست ہونا ہی بڑے ثواب کی بات ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے تہجد پڑھنے کی عادت لوگوں کو کم ہو گئی ہے۔ اور شروع وقت کی تراویح زیادہ پڑھی جاتی ہیں حالانکہ یہ درست نہیں۔ وہ تراویح جو رمضان میں عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہیں مسنون نہیں ہیں بلکہ وہ قائم مقام مقرر کی گئی ہیں مسنون تراویح کی۔ اصل چیز تہجد کی نماز ہے جس کی خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں تعریف کی ہے۔ اور جس پر رسول کریم ﷺ کا بھی عمل تھا۔ آپ ﷺ ہمیشہ تہجد پڑھا کرتے تھے۔ اور بعض ایام میں آپ ﷺ نے تہجد کی نماز باجماعت بھی ادا کی ہے۔ اسی طریق پر ان لوگوں کے لئے جو یوں تہجد سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے بعض نے یہ طریق رائج کر دیا کہ تہجد کے وقت ایک امام لوگوں کو نماز پڑھا دے اور اس طرح وہ قرآن کریم سن لیا کریں مگر جو سست لوگ تھے اور اس وقت وہ شامل نہیں ہوا کرتے تھے ان کے لئے حضرت عمرؓ نے یہ انتظام کر دیا کہ عشاء کے وقت وہ ایک امام کی متابعت میں تراویح پڑھ لیا کریں۔ مگر بہر حال یہ انتظام سب کے لئے نہیں بلکہ سستوں کے لئے ہے اور یا پھر ان معذوروں کے لئے ہے جو پچھلی رات اٹھ نہیں سکتے۔ مثلاً کوئی بیمار ہے یا بوڑھا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ تہجد کے وقت اس کے لئے اٹھنا مشکل ہے وہ تراویح میں شامل ہو سکتا ہے مگر ان معذوروں اور بیماروں کے علاوہ جو تراویح میں شامل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے رجسٹر میں اپنی سستی کا انگوٹھا لگا کر آتا ہے۔۔۔''

(خطبات محمود، جلد 22، صفحہ: 476، 477)

جہنم سے نجات کی تشریح میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ آخری عشرہ جہنم سے بچانے کا عشرہ ہے تو جب انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر میں بھی لپٹ جائے، اس کی مغفرت سے روشنی اور طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے، اس کی روشنی سے حصہ لے لے اور اس کی طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے تو ظاہر ہے وہ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بغیر اجر کے تو نہیں چھوڑتا۔ بڑا دِیالو ہے۔ بڑا دینے والا ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے نیکیاں بجا لا رہا ہو یا بجا لانے کی کوشش کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ صرف اتنا نہیں فرماتا کہ اچھا مَیں تمہیں جہنم میں نہیں ڈالوں گا۔ جہنم سے تم بچ گئے بلکہ جہنم سے بچانے کا عشرہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل میں ہمیں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے عمل کرنے والوں سے راضی ہو کر اپنی جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ جو دوزخ کے دروازے رمضان کے آنے پر بند کئے گئے تھے۔ (سنن الترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی فضل شهر رمضان حدیث نمبر 682) اگر مستقل اس کی مغفرت طلب کرتے رہو گے، استغفار کرتے رہو گے، نیکیوں پر دوام حاصل کرنے کے لئے اور ان پر قائم رہنے کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رہو گے تو جہنّم کے دروازے صرف رمضان میں ہی نہیں بلکہ ان تیس دنوں کی عبادات اور عہد اور حقوق کی ادائیگی اور توبہ اور استغفار کی مستقل عادت جہنم کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دے گی۔

جنت اور جہنّم کی حقیقت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''مذہب سے غرض کیا ہے؟ بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو۔ کیونکہ درحقیقت وہی بہشت ہے جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہوگا۔ اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اس سے دور رہنا اور سچی محبت اس سے نہ رکھنا درحقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت میں انواع و اقسام کے رنگوں میں ظاہر ہوگا''۔ (چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 352)

پس اس نکتے کو ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جہنم سے نجات بھی اس دنیا سے شروع ہوتی ہے اور جنت کا ملنا بھی اس دنیا میں ہوتا ہے اور ان دونوں کے جو وسیع اثرات ہیں، جو مختلف حالتوں اور رنگوں میں انسان کو ملنے ہیں یا ملتے ہیں وہ اگلے جہان میں ملتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق، توبہ استغفار انسان کو اس دنیا میں بھی جنت دکھا دیتا ہے جس کے وسیع تر انعامات جیسا کہ میں نے کہا اگلے جہان میں ملیں گے۔ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور محبت اور اس کی رحمت اور بخشش ہر وقت طلب نہ کرتے رہنا اس کے احکامات کو جان بوجھ کر توڑنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے حوالے سے اس طرح کھول کر بیان فرمایا۔ فرمایا کہ

''قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری کتاب نے بیان نہیں کیا۔ اس نے صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ اسی دنیا سے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن: 47)۔ یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے واسطے دو بہشت ہیں''۔ (دو جنتیں ہیں۔) ''یعنی ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اس کو برائیوں سے روکتا ہے''۔ (برائیوں سے رکنے سے بہشت ملتا ہے) ''اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے''۔ اللہ تعالیٰ کا خوف برائیوں سے روکتا ہے اور انسان جب برائیوں سے رکتا ہے تو اس دنیا میں بھی جہنم سے بچ گیا اور جو بدیوں کی طرف دوڑتا ہے، بدیاں کرتا ہے، اس سے کوئی بدی کرنے والا سکون نہیں پاتا۔ کہیں نہ کہیں اس کو اضطراب رہتا ہے، کوئی بے چینی رہتی ہے اور انسان کی بدیاں کرنے کے بعد جو یہ حالت ہے یہ خود ایک جہنم ہے۔ فرمایا ''لیکن جو شخص خدا کا خوف کھاتا ہے تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تو دم نقد بچ جاتا ہے''۔ (وہ تو فوری طور پر بچ گیا جو خدا تعالیٰ کا خوف کرنے والا ہے۔) ''جو شہوات اور جذبات نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے''۔ یعنی جذبات شہوانی سے اور جذبات نفسانی سے انسان جو نفسانی جذبات کی غلامی میں آ جاتا ہے یا شہوات کا اسیر بن جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہو تو اپنے ان جذبات کو دبانے سے وہ اس سے بچ جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ''اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے؟'' (پھر انسان جب ان چیزوں سے بچے گا تو خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے میں ترقی کرے گا) ''جس سے ایک لذت اور سرور اسے دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی زندگی اسی دنیا سے اس کے لئے شروع ہو جاتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 156-155۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس دنیا کی بہشتی زندگی یا اگلے جہان کی بہشت کے حصول کی کوشش اور جہنم سے بچنا

Vol. 21 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 08

Ahmadiyya Muslim Jamaat, National Shoba Tasneef, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

کس طرح ہے اور کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق جہنم سے بچنا اور جنت کا حصول صرف اخروی جنت اور جہنم نہیں ہے بلکہ اس دنیا کی بھی جنت اور جہنم ہے اور اس صورت میں اس سے بچنا اسی صورت میں ممکن ہے جب انسان خدا تعالیٰ سے ڈرے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقیقی محسن وہ ہے جو ہر وقت یہ خیال رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور جب یہ احساس ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تب خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور تبھی انسان برائیوں سے بچتا ہے۔ اور جو برائیوں سے بچتا ہے وہ دل کی بے چینیوں سے بھی بچتا ہے۔ اب ایک چور ہے یا کسی بھی طریقے سے کوئی بھی غلط کام کرنے والا ہے، اسے ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں میں پکڑا نہ جاؤں یا اور کسی قسم کی بدنامی نہ ہو اور آپ نے فرمایا کہ یہ خوف ہی اس دنیا میں اسے جہنم میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا اس دنیا اور اگلے جہان میں جنت کما رہا ہوتا ہے اور برائیوں اور شہوات نفسانی میں مبتلا اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی جہنم کما رہا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا اس سے وفا رکھنا ہی جنت ہے اور اس سے دور جانا جہنم ہے۔ پس یہ جہنم سے نجات کی بات بھی وہیں آکر ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل اور اس کے خوف اور تقویٰ کو ہر وقت سامنے رکھنا۔

پس اس چھوٹی سی حدیث میں تین باتوں کا ذکر فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف توجہ دلائی وہاں اس پر قائم رہنے کے لئے استغفار کی طرف بھی توجہ دلائی اور پھر اس پر قائم رہنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا اگر انسان اس بات کو حاصل کر لے تو اس کا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے ہو جاتا ہے۔ برائیوں سے نفرت اور نیکیاں بجا لانے کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ رمضان کا مستقل فیض اس کی زندگی میں جاری ہو جاتا ہے اور وہ جہنم سے دور کر دیا جاتا ہے اور دنیا و آخرت میں وہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اس کی جنت سے فیض پاتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، فرمودہ مورخہ 10 جولائی 2015ء، الفضل انٹرنیشنل 31 جولائی تا 6، اگست 2015)

## آخری عشرہ میں سنت رسول ﷺ اعتکاف اور لیلۃ القدر کی خوشخبری

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تو ایک ایک مقدس سانس خدا تعالیٰ کی محبت اور یاد میں ہی جاری رہی خواہ موسم کوئی بھی ہوتا۔ لیکن جونہی یہ موسم بہار اپنے آخری عشرہ میں داخل ہوتا تو آپ ﷺ کا دل مبارک خدا تعالیٰ کے گھر سے ظاہراً بھی جدا ہونا گوارا نہ کرتا اور آپ ﷺ ہر سال ہی رمضان میں اعتکاف کی عبادت کو بھی ایک نیا رنگ عطا فرماتے رہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ:

''نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری دہاکے میں اعتکاف بیٹھتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج معتکف ہوتی تھیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے، اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب فضل لیلۃ القدر)

## لیلۃ القدر کیا ہے اور کیسے ملتی ہے اور اس میں کیا فیصلے ہوتے ہیں اس کی پر معارف تفسیر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''لیلۃ القدر کے معنی ہیں کہ وہ رات جس میں انسان کی قسمت کا اندازہ کیا جاتا ہے اور یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ آئندہ سال میں اس سے کیا معاملہ ہوگا۔ وہ کہاں تک بڑھے گا اور ترقی کرے گا۔ کیا کیا فوائد حاصل ہوں گے اور کیا نقصان اٹھانے پڑیں گے۔ انسانی ترقی کے تمام فیصلے لَیل یعنی ظلمت میں ہی ہوتے ہیں۔ اس ترقی کی مثال جسمانی ترقی سے جوڑتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمائی کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی جسمانی ترقی بھی متواتر ظلمتوں میں ہوتی ہے۔ ماں کا پیٹ بھی کئی ظلمتوں کا مجموعہ ہے اور وہیں انسان کی جسمانی ترقی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اگر ان دنوں میں پرورش اچھی طرح نہ ہو تو بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔۔۔ پس جس طرح جسمانی ترقیات ظلمت میں ہوتی ہیں اسی طرح روحانی ترقیات بھی رات میں ہی ہوتی ہیں۔ ہر قوم کی روحانی ترقی اتنی ہی ہوتی ہے جتنی اس قوم کی ابتدائی قربانی ہو اور اس کی ترقیات کی عمر کا معیار اس کی لیلۃ القدر ہوتی ہے۔۔۔'

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ 25 جولائی 2014ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''رمضان کے آخری عشرہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور ایمان کو ہمیشہ سلامت رکھنے کے لئے اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے ایک اور بات بھی، ایک اور چیز بھی یا ایک اور امر کی طرف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی بلکہ ایک خوشخبری عطا فرمائی اور وہ یہ ہے کہ ان دنوں میں آخری عشرہ میں لیلۃ القدر ہے۔۔۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (صحیح البخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب فضل لیلۃ القدر حدیث نمبر 2014)

لیلۃ القدر کی بڑی اہمیت ہے لیکن رمضان کے روزے بھی وہی اہمیت رکھتے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ایک رات میں گناہ بخشے جاتے ہیں لیکن گزشتہ عمل بھی سامنے ہیں اور رمضان میں تیس دنوں میں بھی یہی عمل ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ شرائط ہیں جو ضروری ہیں۔ ایمان اور نفس کا محاسبہ۔ یعنی رمضان کے روزے بھی اور لیلۃ القدر کا پانا اور گناہ بخشوانا بھی۔ اگر پہلے دنوں میں کوئی کمزوری رہ گئی تھی تو آخری دنوں میں اسے دور کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف لیلۃ القدر جس کو ملے گی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے بلکہ ہر شخص جو روزوں سے اور لیلۃ القدر سے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے گزر رہا ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی بخشش کی امید رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔۔۔

پس رمضان اور لیلۃ القدر کی برکتیں مشروط ہیں۔ جیسا کہ میں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے احکامات مشروط ہوتے ہیں۔ اگر انسان کے ایمان میں کمزوری ہے اور دوسروں کے حقوق غصب کر رہا ہے اور پھر بھی وہ اگر کہتا ہے کہ اس نے لیلۃ القدر کا نظارہ کیا۔ اگر دعا کی خاص کیفیت اس میں پیدا ہو کر اُسے اپنی حالت میں مکمل انقلاب لانے والا بناتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت نے اسے نوازا ہے جس کا تقاضا اب یہ ہے کہ اس پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرے۔ اگر یہ حالت نہیں تو ہو سکتا ہے کہ جس کو وہ لیلۃ القدر سمجھا ہو وہ نفس کا دھوکہ ہو۔ آپ نے تو یہی فرمایا ہے۔ ایمان بھی کامل ہو نفس کا محاسبہ بھی ہو۔

پس اس نکتہ کو ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ لیلۃ القدر صرف وہ خاص رات ہی نہیں۔ لیلۃ القدر کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ رات جو رمضان میں آتی ہے۔ ایک وہ زمانہ جو نبی کا زمانہ ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ انسان کے لئے، ہر شخص کے لئے اس کی لیلۃ القدر وہ ہے جب وہ پاک اور صاف ہو گیا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 336)۔ دنیا کے تمام گندوں اور میلوں سے پاک ہو گیا۔ اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم ہو گیا۔ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے تمام برائیوں کو اپنے سے دور کر دیا۔ پس یہ وہ لیلۃ القدر ہے جو اگر ہمیں میسر آ جائے اور ہم خالص اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں اور اس کے حکموں پر عمل کرنے والے بن جائیں، اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند کرنے والے بن جائیں تو یہ ہمارا وہ مقصد ہے جس کو حاصل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اگر ہم نے یہ مقام حاصل کر لیا یا ہم یہ کر لیں تو ہر دن اور ہر رات ہمارے لئے قبولیت دعا کی گھڑی بن جاتی ہے۔ ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے والے ہیں ہمیں اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو اس مقام تک لے جانے کی ضرورت ہے جہاں ہمارا ہر قول اور فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو جائے۔ ہم اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بن جائیں اور رمضان کی برکات ہمیشہ ہمارے اندر قائم رہیں۔

اللہ کرے ہمارے میں سے بہت سے اس لیلۃ القدر کو بھی پانے والے ہوں جو قبولیت دعا کا خاص موقع ہے اور جو ان آخری دنوں میں ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس کو پانا ہمیں نیکیوں اور تقویٰ پر چلانے والا اور اس میں مزید بڑھانے والا ہو۔ ہمارے گزشتہ تمام گناہ بھی بخشے جائیں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ہم میں قوت اور طاقت پیدا فرما دے۔''

(خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، فرمودہ مورخہ 10 جولائی 2015ء، الفضل انٹرنیشنل 31 جولائی تا 6، اگست 2015)